# فریضۂ زکوۃ

# کی آسان تفہیم و تشریح


مصنف

علامہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن حسن حبنکہ میدانیؒ شامی

سابق پروفیسر جامعہ اُم القریٰ، مکہ مکرمہ

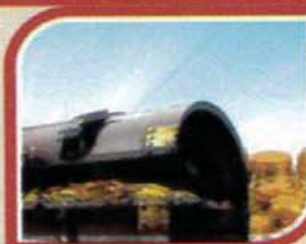
ترجمہ

مولانا محمد عرفان بن محمد رمضان ندویؔ

امام و خطیب مسجد الفتح، دبئی۔ امارت








مکتبہ احسان لکھنؤ

# فریضۂ زکوٰۃ
# کی آسان تفہیم وتشریح

مصنف

علامہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن حسن حبنکہ میدانیؒ شامی
(سابق پروفیسر جامعہ اُم القریٰ، مکہ مکرمہ)

ترجمہ

مولانا محمد عرفان بن محمد رمضان ندوی
امام وخطیب مسجد الفتح
دبئ۔ امارات

مکتبہ احسان، لکھنؤ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

# فریضۂ زکوٰۃ کی آسان تفہیم وتشریح

تالیف

علامہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن حسن حبنکہ میدانیؒ شامی

ترجمہ

مولانا محمد عرفان بن محمد رمضان ندوی

باہتمام

عرفان ندوی، محمد طاہر احسان

Fareez-e-Zakat
Ki Aasan Tafheem Wa Tashreeh
*Author*
Allama Dr. Abdur Rahman Hasan
Edition : 2017
Pages : 48
Price : 60

مکتبۂ احسان لکھنؤ
MAKTABA AHSAN
504/119, Tagore Marg, Daliganj, Lucknow-20 (U.P.)
Ph. : 0522-2742842 M. : 9793118234, 9335982413
E-mail : maktabaahsan1@gmail.com

# فہرست مضامین



# انتساب

کتاب ہٰذا زکوٰۃ کے موضوع پر بڑی اہم اور مفید، جامع اور مانع کتاب ہے۔ چوں کہ زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے اور نماز کے ساتھ قرآن وحدیث میں اس کو بجالانے کا تاکیدی حکم اور فرمانِ الٰہی ہے۔ مسلم معاشرے کا استحکام اور معیشت کی بحالی اور سدھار اور فقر وفاقہ کا انسداد نظامِ زکوٰۃ کو برضا ورغبت انجام دینے اور عملاً نافذ کرنے میں ہے۔

لہٰذا وقت کا شدید تقاضا ہے کہ اس موضوع کی تشریح وتوضیح میں جدید اسلوب وانداز میں زیادہ سے زیادہ کتابیں ہر زبان میں لکھی جائیں اور اردو میں بھی گو کچھ کتابیں پہلے سے موجود ہیں لیکن مزید کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں معہد حسن البنا الشہید بھٹکل کے زیر اہتمام وانتظام اس اہم کتاب کی نشر واشاعت ایک مستحسن اقدام ہے اور شکریہ کا مستحق بھی۔

سب سے پہلے میں اس مفید کتاب کا انتساب جمہوریہ شام (دمشق) کی ایک عظیم داعی ومجاہد ومخلص حق گو روحانی وربانی شخصیت استاذنا المکرّم مفتی اعظم حضرت العلامہ الشیخ حسن حبنکہ المید انی المرحوم والد الشیخ عبدالرحمٰن حبنکہ المرحوم مؤلف کتاب ہٰذا کی جانب کرنا پسند کرتا ہوں۔ کیوں کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کی ایک زبردست ٹیم ہر میدان میں تیار کرکے اسلام کی عظیم الشان خدمات اس ملحدانہ اور کافرانہ وظالمانہ دور میں انجام دی ہیں جن کو امت اسلامیہ کبھی بھی فراموش نہیں کرسکتی ہے اور جنہیں نہ صرف ملک شام کے بلکہ عالم اسلام کے جلیل القدر علماء خاص طور پر مفکر اسلام داعی اعظم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی علیہ الرحمہ نے زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے اور انہیں

''ریحانۃ الشام'' کا لقب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

ساتھ ہی ساتھ اس انتساب میں عالم اسلام کے ان تمام اداروں، تنظیموں اور رفاہی سوسائیٹیوں اور شخصیتوں اور تاجروں کو شامل کرنا پسند کرتا ہوں جنہیں نظام زکوٰۃ جاری کرنے اور کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور مسلم معاشرے کی بہتری اور اخلاقی واقتصادی بنیادوں کی مضبوطی اور تمام دنیائے اسلام کو غربت وافلاس اور ذلت ونکبت سے اونچا اٹھانے کا حوصلہ اور ذوق وشوق ہے اور وہ حقیقۃً اپنی بساط بھر اس کی کوششیں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وقل اعملوا فسيرى الله أعمالكم، وأحسنو إن الله يحب المحسنين، وتصدقوا إن الله يحب المتصدقين، وإن الله لا يضيع أجر المحسنين.

از ناچیز خادم دین

**محمد فاروق قاضی ندوی**

مقیم دبئی

۲۴ر اکتوبر ۲۰۰۸ء بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مقدمہ

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفىٰ أما بعد.

زکوٰۃ اسلام کا وہ رکن ہے جس کی تاکید قرآن مجید میں نماز کے ساتھ کی گئی ہے، اور اس کو تقرب الی اللہ کا بڑا ذریعہ بتایا گیا ہے، اور جو لوگ زکوٰۃ کا اہتمام نہیں کرتے اور اس کی ادائیگی کی فکر نہیں کرتے ان کو اللہ کے عذاب اور پکڑ سے ڈرایا گیا ہے، زکوٰۃ کی صحیح ادائیگی اس وقت تک نہیں کی جاسکتی جب تک مال کا صحیح حساب نہ لگایا جائے، جس طرح زکوٰۃ سے مال میں برکت اور اضافہ ہوتا ہے اسی طرح زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے بڑے نقصانات سے گذرنا پڑتا ہے، جب کہ آخرت کا خسارہ الگ ہے، لیکن انسان اللہ کی رضا کی طلب کی اہمیت کے باوجود تھوڑا مال زکوٰۃ کے طور پر نکالنا بھی مشکل سمجھتا ہے، جب کہ اپنی مرضی اور چاہت پر بے دریغ جہاں چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

زکوٰۃ کے فریضہ کی اہمیت سمجھانے کے لیے ہمارے علماء نے کتابیں لکھی ہیں، ان میں ایک مختصر اور جامع کتاب شام کے مشہور عالم دین ڈاکٹر عبدالرحمٰن حسن حبنکہ المیدانی کی "فریضۂ زکوٰۃ کی آسان تفہیم وتشریح" ہے، جو ان کی عرب تصنیف کا اردو ترجمہ ہے، جسے مولوی محمد عرفان سیوانی ندوی مقیم دبئی نے مولانا قاضی محمد فاروق بھٹکلی ندوی کے توجہ دلانے سے کیا ہے، اس میں زکوٰۃ کی تشریح، مصارف زکوٰۃ اور نصاب زکوٰۃ کو بہت آسان اور عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے، اس سے لوگوں کو اپنے مال کا صحیح حساب لگانے اور پھر اس میں جس کا جو حق بنتا ہے اس کو نکالنے کی طرف توجہ ہوگی، اور لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔

محمد رابع حسنی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
جمعہ ۲۲/شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ابتدائیہ

سورۂ بقرہ کی ابتدائی دو آیتوں کے ذکر کے بعد متقیوں کی صفات گناتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: "وَيُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ" یعنی اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اس آیت سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کے نیک بندوں میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں صفتیں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں یعنی تقویٰ کی صفات سے متصف شخص ہی اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق کا پاس ولحاظ رکھتا ہے۔

زکوٰۃ حقوق العباد کے دائرہ میں آتا ہے، اسلام میں نماز کے بعد سب سے زیادہ اہمیت فریضۂ زکوٰۃ کی ہے، قرآن پاک میں ایک دو جگہ نہیں بیسیوں جگہ زکوٰۃ کا تذکرہ آیا ہے اور زیادہ تر نماز کے ذکر کے ساتھ آیا ہے، اسی طرح مکی اور مدنی دونوں سورتوں میں اس کا ذکر آیا ہے، چناں چہ سورہ انبیاء میں ارشاد ہے: "وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ" ترجمہ: ہم نے ان کو امام بنایا جو ہمارے حکموں کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے، ہم نے وحی کے ذریعہ سے نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی تعلیم دی اور وہ ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔ ایک اور جگہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق تذکرۂ ربّانی ہے: "كَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا" ترجمہ: وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ یہ اور اس طرح کی دوسری بہت سی آیات

ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ شریعتوں میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم بھی دیا گیا تھا، اس سے زکوٰۃ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کے لغوی معنی نمو، طہارت و برکت کے آتے ہیں، قرآن میں یہ لفظ ان سب معنی میں استعمال ہوا ہے۔ علامہ یوسف قرضاویؒ زکوٰۃ کی تشریح کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں کہ: ''شریعت میں زکوٰۃ کا اطلاق مالک کے اس مقررہ حصہ پر ہوتا ہے جسے اللہ نے مستحقین کے لیے فرض کیا ہے، نیز اس کا اطلاق اس حصہ کے نکالنے کے فعل پر بھی ہوتا ہے۔'' مال کے اس حصہ کو زکوٰۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ جس مال سے زکوٰۃ نکالی جاتی ہے وہ اس کے لیے معنوی طور پر افزائش کا سبب بن جاتی ہے اور اسے آفات سے بچاتی ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: ''صدقہ دینے والے کے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے اور اس کا مال معنوی طور پر پاک ہوجاتا ہے اور بڑھتا ہے، یہ پاکیزگی اور نمو مال ہی کو نہیں، زکوٰۃ دینے والے شخص کو بھی حاصل ہوتی ہے۔'' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا'' یعنی ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لو کہ اس کے ذریعہ تم ان کو رذائل سے پاک اور فضائل سے آراستہ کرتے ہو۔

زیرِ نظر کتابچہ بنام **''فریضۂ زکوٰۃ کی آسان تفہیم وتشریح''** علامہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن حسن حبنکہ میدانی شامی کی عربی تصنیف ہے، اس کتاب کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کی سعی مشکور مولانا محمد عرفان محمد رمضان ندوی (امام وخطیب مسجد الفتح، دبئی) نے بڑے سلیقہ سے عام فہم انداز میں کی ہے۔

شیخ حسن حبنکہ شام کے بہت بڑے عالم ومربی ہیں، آپ نے کئی اہم موضوعات پر قلم اٹھا کر اس کا حق ادا کر دیا ہے اور لوگوں میں درجہ قبولیت حاصل کی ہے، اس کے ساتھ ساتھ آپ نے تلامذہ کی ایک اچھی ٹیم اپنے پیچھے چھوڑ دی ہے جو علمی وتصنیفی میدان میں بڑی اہم خدمات انجام دے رہی ہے، مولانا محمد فاروق صاحب قاضی ندوی

(جن کی ایماء پر اس کتاب کا ترجمہ ہوا اور ان ہی کی کوششوں سے یہ کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے) کو بھی شیخ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ دین کا جو جذبہ مولانا کے اندر موجزن ہے وہ شیخ ہی کے فیض و تربیت کا نتیجہ ہے۔ مولانا موصوف ایک فعال و متحرک شخصیت کے مالک ہیں، اس وقت دبئی میں امامت کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ دینی و دعوتی کاموں میں جڑے ہوئے ہیں، آپ کی یہ عادت ہے کہ عربی کی اچھی اور عمدہ کتابیں جو قوم و ملت کے لیے مفید ہوں اردو میں ترجمہ کرتے اور کرواتے رہتے ہیں، جنابِ موصوف کی کوششوں سے اب تک کئی کتابیں معرض وجود میں آکر مقبول عام وخاص ہو چکی ہیں، زیر نظر کتابچہ بھی مولانا ہی کی تحریک کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا، مترجم، ناشر اور اس کی طباعت میں کسی بھی طرح کا تعاون کرنے والے کو اجر جزیل سے نوازے اور اس کتاب کو قوم و ملت کے لیے نافع بنائے۔

محمد ناصر اکرمی عفی عنہ

# تقریظ

الحمد للّٰہ ربّ العالمین، وصلی اللہ علی سیدنا ونبینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین. أما بعد!

زیر نظر کتابچہ "فریضۂ زکوٰۃ" شام کے مشہور عالم دین شیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن حسن حبنکہ میدانی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کردہ کتاب کا اردو ترجمہ ہے، مؤلف مذکور نے موجودہ زمانے کے تقاضہ کے مطابق بہت سے جدید مسائل کا احاطہ کرنے کے ساتھ اس میں زکوٰۃ کے احکام کو قرآن وحدیث کی روشنی میں نہایت مختصر اور جامع انداز میں مرتب فرمایا ہے، جو اس موضوع پر تحریر کی جانے والی کئی مفصل کتابوں کے خلاصہ کی حیثیت رکھتا ہے، عام افراد کو مسائل زکوٰۃ سے واقف ہونے کے لیے مفید کتاب ہے، جس کو اردو داں حضرات کی ضرورت کے خاطر اردو میں منتقل کرنے کی ذمہ داری مولانا قاضی محمد فاروق ندوی مدظلہ العالی سابق مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل کرناٹک کی ایماء پر مولوی محمد عرفان بن محمد رمضان ندوی سلمہ نے انجام دی ہے۔ مولانا محمد فاروق صاحب مدظلہ العالی نے مجھ ناچیز کو اس ترجمہ پر نظر ثانی کا حکم فرمایا، چنانچہ ناچیز نے اس کو شروع سے آخر تک بالاستیعاب پڑھا، جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی زبان وبیان میں ترمیم بھی کی ہے، مؤلف علیہ الرحمہ نے بعض جگہوں پر اپنی انفرادی رائے بھی قائم کی ہے، جو عام فقہاء کی رائے سے مختلف بھی ہے۔ الغرض کتاب کا یہ اردو ترجمہ بہت مفید ہے۔ دعا ہے کہ اصل کتاب کی طرح یہ ترجمہ بھی اسی طرح مقبول ہو اور اس کا نفع عام ہو، اور مؤلف، مترجم، محرک وغیرہ جملہ حضرات کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

**خواجہ معین الدین اکرمی ندوی بھٹکلی**

استاد حدیث وفقہ جامعہ اسلامیہ بھٹکل

۱۴۲۹/۳/۲۹ھ

# پہلا باب

# فریضۂ زکوٰۃ کی آسان تفہیم وتشریح

اللہ رب العزت نے زکوٰۃ کو ہر صاحب نصاب مسلمان مرد وعورت پر فرض فرمایا ہے۔ زکوٰۃ کی مقدار مقرر ہے، نیز مصارف زکوٰۃ بھی طے شدہ ہیں، اسی طرح مال کی وہ مقدار جس کے مالک ہونے کے بعد کوئی شخص صاحب نصاب کب ہوتا ہے؟ ان بنیادی اصول وضوابط کا جاننا اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت کے لیے ضروری ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے تقریباً اٹھائیس مقامات پر زکوٰۃ کا نماز کے ساتھ ساتھ قرآن مجید میں ذکر آیا ہے اور زکوٰۃ دینے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس کے فوائد بیان کیے گئے ہیں۔ زکوٰۃ نہ دینے پر ڈرایا گیا ہے، اس کے برے نتائج سے چوکنا کیا گیا ہے۔ منجملہ آیات سے چند کا انتخاب درج ذیل ہے:

## سورۃ المؤمنون آیت نمبر ۱ تا ۴ :

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ﴿۴﴾.

درج بالا آیات میں کہا گیا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے دنیا وآخرت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں گے۔

## سورۃ الروم آیت نمبر ۳۹ میں ارشاد ربانی ہے:

وَمَا اٰتَيْتُمْ مِنْ رِّبًا لِيَرْبُوَا فِيْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا اٰتَيْتُمْ

مِنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴿۳۹﴾.

درج بالا آیت میں اللہ کا وعدہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والوں کے مال اور اجر کو اللہ رب العزت دوچند فرمائیں گے اور انہیں اونچے وعالی مقام پر فائز فرمائیں گے۔

## سورة البقرة آیت نمبر ۱۱۰ رمیں ارشادِ ربانی ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴿۱۱۰﴾.

درج بالا آیت میں زکوٰۃ کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔

## سورة الحج آیت نمبر ۴۰-۴۱ رمیں ارشادِ ربانی ہے:

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴿۴۱﴾.

درج بالا آیت کا حاصل یہ ہے کہ سچے مومن وہ ہیں جو اللہ کے دین کی مدد کرتے ہیں تو اللہ انہیں ان کے دشمنوں پر غالب فرماتے ہیں، اور انہیں جب زمین پر غلبہ وکنٹرول حاصل ہوتا ہے تو وہ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

## سورة التوبة آیت نمبر ۳۴-۳۵ رمیں مذکور ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴿۳۵﴾.

درج بالا آیات میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کو جہنم کے دردناک عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

احادیث میں بھی زکوۃ نہ دینے والوں کو سخت عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔جن میں سے چند حدیثیں ذیل میں درج ہیں:

**پہلی حدیث:** امام بخاریؒ نے ابو ہریرہؓ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔

من اتاه الله مالا فلم يؤد زكاته، مثل له يوم القيامة شجاعا أقرع له زبيبتان يطوقه يوم القيامة، ثم يأخذ بلهزمتيه [يعني شدقيه] ثم يقول أنا مالك، أنا كنزك.

یعنی جو صاحب مال اپنے مال کی زکوۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اللہ رب العزت اس پر ایک نہایت زہریلا گنجا اژدھا مقرر فرمادیں گے جس کے زہر کی دوتھیلیاں ہوں گی، وہ اژدھا صاحب مال کے دونوں جبڑے پکڑ لے گا اور کہے گا! میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ آل عمران کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾.

**دوسری حدیث:** امام مسلمؒ نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔

ما من صاحب ذهب ولا فضّة لا يؤدي منها حقها إلا إذا كان يوم القيامة، صفّحت له صفائح من نار فأحمي عليها في نار جهنم فيكوى بها جنبه وجبينه وظهره.

یعنی ہر وہ شخص جو سونے چاندی کا مالک ہو اور بصورتِ زکوۃ اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو بروز قیامت سونا چاندی آگ میں پگھلا کر اس شخص کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔

**تیسری حدیث:** امام بخاریؒ و مسلمؒ نے بروایت ابوذر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔

ما من رجل يكون له إبل أو بقر أو غنم لا يؤدى حقّها إلا أتى بها يوم القيامة أعظم ما تكون أسمنه تطؤه بأخفافها، وتنطحه بقرونها، كلما جازت أخراها ردت عليه أولاها حتى يقضي بين الناس.

یعنی جس کے پاس اونٹ، گائے یا بکری ہوں اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو یہ جانور قیامت کے دن بطور عذاب اپنے مالک کو اپنے پیروں سے روندیں گے اور اپنی سینگوں سے ماریں گے۔

**چوتھی حدیث:** امام بخاریؒ و مسلمؒ نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تعبد الله ولا تشرك به شيئًا، وتقيم الصلوٰة، وتؤتي الزكاة، وتصل الرحم.

یعنی تم اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو۔

میرے مسلمان بھائیوں اور بہنوں! سارا کا سارا مال اللہ رب العزت کی امانت ہے۔ اللہ اپنے بعضے بندوں کو خوب خوب دے کر آزماتا ہے اور امتحان لیتا ہے کہ آیا بندہ مال پا کر راہ خدا میں صدقہ خیرات اور زکوٰۃ دیتا ہے یا نہیں؟

میرے مسلمان بھائیو اور بہنو! جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ اپنے آپ کو بروزِ قیامت سخت عذاب اور ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ اکثر و بیشتر اللہ تعالیٰ زکوٰۃ نہ دینے والوں کو دنیا ہی میں عذاب کا مزہ چکھا دیتا ہے، چنانچہ جو شخص عقل و ہوش رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرے، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اور اپنے آپ کو سخت عذاب میں نہ ڈالے۔

دنیا کے نقد عذابوں میں سے یہ بھی ہے کہ تباہ کن آندھیاں اور سیلاب آتے ہیں، بھوک مری ہوتی ہے، قحط پڑتا ہے۔ بیماریاں عام ہو جاتی ہیں، ظالم، باغی او مجرموں کا غلبہ ہوتا ہے۔ اہل وعیال کا معصیت اور گناہ کے کاموں میں بے جا خرچ کرنا بھی عذاب الٰہی کی ایک شکل ہے۔

مسلمان بھائیوں اور بہنوں! اللہ رب العزت اپنے بعضے بندوں پر رزق کو تنگ کرتا ہے تاکہ ان کے صبر، عفت، قناعت اور حکمتِ ربانی پر ان کے ایمان کی صداقت کا امتحان لے اور جائز اور حلال کمائی میں ان کی آزمائش کرے اور ان محروموں، فقیروں کے ذریعہ اہل ثروت کی آزمائش کرے۔

لہٰذا اے وہ لوگو جنہیں اللہ نے رزق میں وسعت دی ہے اور دنیا کے وسائل میں سے وافر مقدار میں حصہ دیا ہے۔ سمجھ لو! یہ بھی ممکن تھا کہ تم فقیر ہوتے دنیا کے مصائب وشدائد، عسرت وتنگی کے شکار ہوتے اور اللہ تمہارا امتحان لے رہا ہوتا تو پھر تم کیا کرتے؟

چنانچہ اپنے رب سے ڈرو، اپنے مال سے حق داروں کا حق دو۔ زکوٰۃ کے احکام سیکھو اور ہمیشہ اس کے مطابق عمل کرو۔



## دوسرا باب

# زکوٰۃ کی لغوی وشرعی تشریح

لغوی اعتبار سے زکوٰۃ کے دو معنی ہیں:

(۱) طہارت: شرعی ضابطوں اور اصولوں کے مطابق مال کو مصارف زکوٰۃ میں خرچ کرنے سے یہ معنی ومقصد حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے کہ صاحب نصاب شخص جب قانونِ شرعی کے مطابق مصارف زکوٰۃ میں مال خرچ کر دیتا ہے تو بقیہ مال صاف اور پاکیزہ ہو جاتا ہے۔

(۲) زیادتی، افزائش: صاحب نصاب شخص اللہ کی خوشنودی کے لیے جب مال راہ خدا میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مال کو بڑھاتے ہیں۔ اس میں برکت ڈال دیتے ہیں، رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں اور آخرت میں اجرِ عظیم عطا فرماتے ہیں۔

## زکوٰۃ کی شرعی تعریف:

مالی فریضہ جس کو اللہ نے فرض کیا ہے:

متعین نصاب میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا ہر مسلمان مکلّف ہے۔ جس کو وہ خوش دلی سے ادا کیا کریں۔

جمہور فقہاء کے نزدیک زکوٰۃ ہر مسلمان مرد وعورت کے مال میں واجب ہے، اگرچہ وہ نابالغ ہو یا مجنون ہو، نابالغ یا مجنون ہونے کی صورت میں ان دونوں کے سرپرست زکوٰۃ نکالیں گے۔ جب کہ احناف کے نزدیک بچہ اور مجنون کے مال میں

زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

درج ذیل حدیث کو سامنے رکھ کر جمہور نے مالِ صبی ومجنون میں زکوٰۃ واجب قرار دیا ہے:

(۱) من ولي يتيمًا له مالٌ فليتجر له، ولا يتركه حتى تأكله الصدقة.

ترجمہ: جو شخص کسی ایسے یتیم کا سرپرست ہو جس کے پاس مال ہو تو چاہیے کہ اسے تجارت میں لگائے۔ یوں ہی نہ چھوڑے تاکہ وہ زکوٰۃ کی نذر ہو جائے۔

(۲) ابتغوا في مال اليتمىٰ، لا تأكلها الزكاة.

ترجمہ: یتیموں کے مال میں اللہ کا فضل ڈھونڈو تجارت کرکے، تاکہ زکوٰۃ دیتے دیتے وہ مال ختم نہ ہو جائے۔

درج بالا دونوں حدیثیں اگرچہ مرسل یا موقوف ہیں، تاہم اسلام کے ان عمومی مقاصد سے مطابقت رکھتی ہیں جن کے مطابق مال کو تجارت میں لگانے کا حکم ہے اور اسے ذخیرہ کرکے جامد کرنے سے روکا گیا ہے اگرچہ وہ مالِ غیر مکلّف ہو۔ چناں چہ مال صبی ومجنون پر بھی زکوٰۃ واجب قرار پائی۔

عام پراپرٹی یا اموال پر زکوٰۃ نہیں ہے (جس کا کوئی متعین شخص مالک نہ ہو) جیسے: بیت المال، مالِ اوقاف، خیراتی اداروں کے اموال، مدارس اور معابد کے اموال جس کے متعین مالکان نہ ہوں۔ اسی طرح ہر وہ مال جس پر مالک یا ولی کو تصرف کا حق نہ ہو اس پر بھی زکوٰۃ نہیں تا آں کہ تصرف کی قدرت اسے حاصل ہو جائے، جیسے: مال مغصوب، مال مسروق، ضبط کیا ہوا مال جس میں تصرف کا اختیار نہ ہو، مال غائب جس کی ادائیگی شوہر کی طرف سے ابھی نہیں ہوئی ہو۔

مندرجہ بالا تمام صورتوں میں زکوٰۃ موقوف ہونے کی وجہ اس کا ملکیت سے خارج ہونا اور افزائش سے رکنا ہے، اگرچہ یہ عارضی ہے۔ یہی بات میرے نزدیک ارجح ہے یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے اس لیے فقہاء کا اس میں اختلاف ہے۔

ہر وہ مال جو نصاب شرعی سے کم ہو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے، جب وہ نصاب کو پہنچ جائے تو حسب ضابطہ شرعی اس میں زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔

## مالوں کے نصاب حسب ذیل ہیں:

۱۔ سونے کا نصاب بیس مثقال ہے جو مساوی ہے ۹۰ء۶ رگرام کے۔ اس لیے کہ ایک مثقال برابر ہے ۵۳ء۴ رگرام کے۔ بعض نے بیس مثقال کو ۸۵ رگرام کے مساوی قرار دیا ہے، ان کے نزدیک ایک مثقال ۲۵ء۴ رگرام کے برابر ہے۔ نقد روپیہ، مختلف کرنسی اور تجارتی اموال کو سونے کے ہی نصاب پر قیاس کیا گیا ہے۔

۲۔ چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے جو برابر ہے ۶۳۴ء۲ رگرام خالص چاندی کے، اس لیے کہ شرعی درہم برابر ہے ۱۷۱ء۳ رگرام کا۔

۳۔ غلہ جات اور پھلوں کا نصاب پانچ وسق ہے، ایک وسق ساٹھ صاع کے برابر ہے، ایک صاع ۲۱۷۶ رگرام کے برابر ہے، چناں چہ پانچ وسق ۶۵۲ء۸ رکیلو گرام کے برابر ہوا۔

۴۔ بھیڑ، بکروں کا نصاب چالیس میں ایک ہے، چھوٹے ہوں یا بڑے۔

۵۔ گائے، بھینس کا نصاب تیس میں ایک ہے۔

۶۔ اونٹ کا نصاب پانچ اونٹ ہے، اگر جانور کی تعداد ان سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

نقدی کے علاوہ وہ تمام مال جو اپنی ضروریات، اہل وعیال خادموں یا مہمانوں کی ضروریات کے لیے جمع کیا گیا ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے، مثلاً رہنے کے گھر، کپڑے، سواریاں، فرنیچر، آلات حرفت وغیرہ ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

نیز وہ تمام مال جو مالک کی ملکیت سے خارج کر لیا گیا ہے، لیکن مالک کی حفاظت وضمان میں ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ جیسے قرض کی ادائیگی کے لیے مختص مال، حکومت ٹیکس،

سال گزشتہ کے زکوٰۃ کا مال جوابھی ادا نہ کیا گیا ہو۔اس لیے کہ درج بالا صورت میں یہ تمام مال مالک کی ملکیت سے خارج ہیں۔لیکن اگر ملکیت سے خارج نہ ہوں اور مالکانہ حقوق مالکِ مال کے باقی ہوں،تو اس صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔

زمین کی پیداوار مثلاً کھیتی اور پھل یا تجارتی لکڑی وغیرہ میں بھی زکوٰۃ ہے،اس کی ادائیگی اس وقت ہوگی جب کھیتی کٹنے لگے،پھل توڑے جانے لگے،درخت کٹ کر فروخت ہونے لگے۔بعض زمینی پیداوار سال میں دو یا تین مرتبہ ہوتی ہے بعض درخت سال میں دو مرتبہ پھل دیتے ہیں،جب بھی کھیتی کٹنے لگے اور پھل توڑے جانے لگے اس دن حسب ضابطہ شرعی بغرض طاعت الٰہی مکلّف پر زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے۔سورۂ انعام آیت نمبر ۱۴۱ رمیں اللہ کا فرمان ہے:"وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ...... الخ".

خزانے اور کان وغیرہ کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ ہے جب کہ وہ بقدر نصاب اور بغرض تجارت ہو۔سونے اور تمام دوسرے مروّج کرنسیوں نیز اموال تجارت وصناعت پر زکوٰۃ ہے جب کہ وہ سونے کی مقدار نصاب کو پہنچ جائیں۔اس کی ادائیگی قمری (۳۵۴ دن) کے انتہا پر ہوگی۔اسی طرح چاندی کی زکوٰۃ بھی سال بسال ادا کی جائے گی جب کہ مکلّف ۶۱۲٫۳۶ رگرام چاندی کا مالک ہو جائے۔

چوپایوں کی زکوٰۃ بھی قمری سال (۳۵۴ دن) کے حساب سے سال بسال نکالی جائے گی۔لیکن یاد رہے کہ مختلف نوع کے جانور کا نصاب مختلف ہے۔اس لیے زکوٰۃ بھی جدا جدا نکالی جائے گی۔مثلاً گائے اور بکری کا نصاب جدا جدا ہے۔البتہ ایک ہی نوع کے مختلف اقسام کو آپس میں ملایا جاسکتا ہے،مثلاً بکرا،بھیڑ،دنبہ وغیرہ جانور ایک نوع کے ہیں۔چناں چہ ان کا نصاب بھی ایک ہے۔گائے،بھینس وغیرہ ایک نوع کے ہیں۔ان کا نصاب بھی ایک ہی ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ فقہاء حولانِ حُول کی اصطلاح اکثر زکوٰہ کے وجوب کے سلسلے

میں کہتے نظر آتے ہیں، اس سے مراد قمری سال یعنی ۳۵۴ ردن کا گزرنا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ملحوظ رہے کہ درمیان سال مال میں حاصل ہونے والی زیادتی اصل نصاب میں شامل مانی جائے گی اور سال کے آخر میں کل افزائش پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور درمیان سال کی کمی وزیادتی سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ زکوٰۃ دینے والا ان اشخاص کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا جن کا نان نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے، مثلاً ماں، باپ، بیوی، بیٹے، بیٹی۔ ان مذکور اشخاص کو زکوٰۃ دینے سے ادانہیں ہوگی۔ اسی طرح غنی، خوش حال جو کماتا ہواس کو اور اس کی آل اولاد کو زکوٰۃ دینے سے ادائیگی نہیں ہوگی۔ اور ایسا غنی جو ظاہراً فقیر ہو اور باطناً مال دار ہو اس کو زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ البتہ کوئی اس کو زکوٰۃ فقیر، مسکین جان کرانجانے میں دے دے تو وہ عنداللہ معذور ہے اور اس کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ مناسب یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے والے کو بتادیا جائے کہ وہ مالِ زکوٰۃ ہے تاکہ اگر وہ غیر مستحق ہو تو مالِ زکوٰۃ نہ لے۔ البتہ ایسا شخص جس کا فقر معلوم ومعروف ہو لیکن خودداری سے زکوٰۃ لینے سے پرہیز کرتا ہے اس کو بتانا ضروری نہیں ہے البتہ یہ کہہ دیا جائے کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے آپ جس کو مناسب جانیں دے دیں۔

ٹیکس جو حکومت لیا کرتی ہے اس کو زکوٰۃ میں وضع کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ ٹیکس کی ادائیگی مصارف زکوٰۃ میں شامل نہیں ہے۔



# تیسرا باب
# زکوٰۃ کے مستحقین

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں تفصیل سے ان تمام مصارف کا ذکر فرمایا ہے جو زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں۔ سورہ توبہ میں مذکور ہے: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَفِى الرِّقَابِ وَالۡغٰرِمِيۡنَ وَفِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۰﴾. اس آیت سے یہ بات طے ہے کہ زکوٰۃ صرف ان ہی آٹھ مصارف میں صرف کی جائے گی جو اس آیت میں مذکور ہیں۔

## (۱) پہلا مصرف: فقراء

فقراء وہ لوگ ہیں جو فی الواقع اتنے مال کے مالک نہ ہوں جو ان کی حاجت اصلیہ یعنی کھانے پینے کی ضروریات پورا کر سکے اگر چہ ظاہر حال سے وہ فقیر نہ لگتے ہوں۔ بسا اوقات ناواقف شخص خودداری سے انہیں مال دار سمجھنے لگتے ہیں۔ ان فقراء کو زکوٰۃ میں سے اتنا دینا جائز ہے جو ان کی اور ان کے اہل وعیال کی ضروریات کو ان کی سماجی حیثیت کے مطابق پورا کر سکے۔

یہ بھی جائز ہے کہ اتنا دیا جائے جس سے وہ کوئی مناسب تجارت کر سکیں یا کوئی مناسب پیشہ اختیار کر سکیں، جس سے وہ خود کفیل ہو سکیں۔

یہ بھی جائز ہے کہ مال زکوٰۃ سے ان کے لیے کوئی مناسب گھر بنا دیا جائے یا ان کی شادی کی ضرورت ہو تو پوری کرا دی جائے۔

## (۲) دوسرا مصرف: مساکین

مساکین وہ لوگ ہیں جن کے ظاہر حال سے محتاجی اور بے چارگی جھلکتی پڑتی ہو۔ اس کے کئی اسباب وقرائن ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ یا تو خود سوال کرتے ہوں۔

۲۔ یا مالِ زکوٰۃ لینے کے لیے خود پیش قدمی کرتے ہوں۔

۳۔ یا ان کے حلیے بُشرے سے مسکنت ظاہر ہوتی ہو۔ بسا اوقات ایسے لوگ واقعتاً غیر محتاج ہوتے ہیں، تاہم ان کے ظاہر حال کو دیکھ کر ان کے ساتھ حقیقی فقراء ومساکین کا سا معاملہ کیا جائے گا۔ البتہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ان کا فقر جھوٹا اور دکھاوے کا ہے تو ان کو دینا جائز نہیں ہے۔

بہر حال فقراء اور مساکین سبب فقر ومسکنت کی بنا پر زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے: ''وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ''. [سورۃ الذاریات] آیت نمبر ﴿۱۹﴾

''سائل'' وہ مسکین ہے جس کا فقر حقیقی طور پر ظاہر ہو۔

''محروم'' اس حقیقی فقیر کو کہتے ہیں جس کا فقر تحقیقِ حال سے معلوم ہو۔

سورۂ معارج آیت نمبر/۲۳ تا ۲۵ میں ارشاد باری ہے: ''اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲٤﴾ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲٥﴾'' یعنی اہلِ ایمان فقراء ومساکین کو اپنا مال (صدقہ وزکوٰۃ) ان کا حق جان کر دیتے ہیں، لیکن خیال رہے کہ اپنے کو مسکین وفقیر ظاہر کر کے بلا حاجت اپنے لیے یا اپنے اہل وعیال کے لیے مال بٹورنا قطعاً حرام ہے۔ ایسا جھوٹا شخص سخت ظالم، حد سے گزرنے والا، ناحق فقراء کا مال کھانے والا، ناجائز ڈھنگ سے حاجت مند کا حق ہڑپ

کرنے والا وہ اللہ کے عقاب وعتاب کا سزاوار ہے۔

حدیث صحیح سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی مستحقین زکوٰۃ فقراء ہی ہیں۔ حدیث میں آیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت فرمایا:

"فأعلمهم أن الله افترض عليهم صدقة تؤخذ من أغنيائهم فتردّ على فقرائهم."

## (۳) تیسرا مصرف: زکوٰۃ جمع کرنے پر مامور کارندے

زکوٰۃ جمع کرنے اور تقسیم کرنے پر مامور کارندے مالِ زکوٰۃ سے عرفِ عام کے مطابق مناسب تنخواہ لے سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ حقیقتاً مال دار ہوں۔ تاہم وہ اپنی خدمات رضاکارانہ بلا معاوضہ پیش کریں تو وہ عنداللہ اجرِ عظیم کے مستحق ہوں گے۔ البتہ یہ کارندے اپنا حقِ محنتانہ طلب کریں تو جمع وتقسیم زکوٰۃ کے نگراں پر ان کا حقِ محنتانہ عدل وانصاف کے دائرے میں رہ کر ادا کردینا واجب ہے۔ لیکن وہ حقِ محنت سے زیادہ طلب کریں تو ان کا مطالبہ رد کردیا جائے گا۔ اس لیے کہ یہ کارندے بنیادی مستحقین زکوٰۃ میں شامل نہیں ہیں، بلکہ ان کی بنیادی حیثیت مستحقین فقراء ومساکین کے مزدور کی ہے جو اپنی محنت کے بقدر اجرت پاتا ہے۔

## (۴) چوتھا مصرف: نومسلم حضرات کی دل بستگی

یہ لوگ مالِ زکوٰۃ کے بنیادی مستحقین میں شمار نہیں ہیں، تاہم اللہ رب العزت نے امیر المسلمین اور اغنیاء کو مکلّف کیا ہے کہ وہ اپنے مال سے اسلام اور مسلمان خصوصاً نومسلم حضرات کی جب جب ضرورت پڑے خبر گیری، پشت پناہی اور دست گیری کریں۔ اس لیے کہ اسلام اور جماعتِ مسلمین کی پشت پناہی مال کے ذریعہ کرنا ایک عظیم مصلحت ہے، چناں چہ اللہ نے اس کو مصارفِ زکوٰۃ میں شامل فرمادیا ہے۔

## (۵) پانچواں مصرف: غلاموں کی آزادی

یعنی زکوٰۃ فنڈ سے مسلم غلاموں کی آزادی کے لیے خرچ کرنا جائز ہے لیکن اس مصرف کا وجود معاصر دنیا میں نہیں ہے، اس لیے کہ اقوام عالم نے انسانوں کی غلامی کے خلاف قانون بنادیا ہے اور اسلام کا منشا بھی یہی ہے۔

## (۶) چھٹا مصرف: قرض دار

فقہاء نے غارمین (قرض دار) کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

**قسم اوّل**: وہ قرض دار جنہوں نے اپنے لیے قرض لیا ہو اور ادائیگی پر قادر نہ ہوں۔ یہ حضرات بھی فقراء کے حکم میں شامل ہیں اور ان پر مالِ زکوٰۃ میں سے اتنا دینا جس سے ان کے قرض کی ادائیگی ہوجائے جائز ہے، البتہ انہوں نے قرض گناہ کے لیے یا فضول خرچی، بے جا شان دکھانے اور اسراف کے لیے لیا ہو تو بایں صورت ان کو دینا جائز نہیں۔

**قسم ثانی**: یہ وہ قرض دار ہیں جنہوں نے باہم صلح کرانے کے لیے قرض لیا ہو اور معاشرہ میں یہ لوگ صاحب وجاہت ہوں، ان لوگوں کو مال زکوٰۃ میں سے باہم صلح کرانے کے لیے مال دینا جائز ہے۔ اگرچہ یہ لوگ اپنے ذاتی مال سے بھی ادائیگی پر قادر ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے نزدیک صلح باہم کی کتنی اہمیت ہے کہ زکوٰۃ فنڈ سے اس مد میں آنے والے اخراجات کی ادائیگی کو جائز قرار دیا۔

میرا خیال ہے کہ اس مد میں ان لوگوں کو بھی شامل کیا جائے جو فریقین کے درمیان صلح کے غرض سے مال خرچ کرتے ہیں۔

## (۷) ساتواں مصرف: فی سبیل اللہ

یعنی زکوٰۃ فنڈ سے مجاہدین اور ان کے اہل خانہ کی ضروریات پر خرچ کیا جائے گا،

جب تک وہ راہ خدا میں برسرِ پیکار ہیں، اگر چہ وہ مال دار ہوں۔ البتہ حکومت کی جانب سے ان کو تنخواہ ملتی ہو تو مالِ زکوٰۃ سے ان کو نہیں دیا جائے گا۔

فی سبیل اللہ کے مد میں داعی اور مبلغ حضرات بھی شامل ہیں، جنہوں نے اشاعتِ اسلام اور تعلیمِ شریعت کے لیے اپنے آپ کو تیار اور فارغ کر لیا ہو۔ جیسے طالبانِ علمِ نبوت، علماءِ دین و شریعت جنہوں نے اپنے آپ کو تبلیغ دین و شریعت کے لیے وقف کر لیا ہو۔

بعض فقہاء کی رائے ہے کہ اس مصرف میں ہر وہ عمل شامل ہے جس پر فی سبیل اللہ کا اطلاق ہوتا ہے جیسے: فریضۂ حج وعمرہ کی ادائیگی۔ جب کہ کچھ فقہاءؒ کا خیال ہے کہ اس مد میں تعمیر مسجد بھی شامل ہے اس لیے کہ مساجد دعوت الی اللہ کے مراکز ہیں۔

میرا خیال ہے کہ قرآن میں فی سبیل اللہ کی عبارت آئی ہے اور فی سبیل اللہ میں جہاد، اشاعت دین کے لیے قتال، دعوت الی اللہ، خوش نودیِ خدا کے لیے اور حفاظتِ دین کے لیے دارالکفر سے ہجرت سب شامل ہیں۔ درحقیقت فی سبیل اللہ اس دین وطریقے کا نام ہے جس کو اپنانے کا مکلّف اللہ نے بندوں کو بنایا ہے۔ چناں چہ ہر وہ عمل جو دین، تعلیم دین، اشاعتِ دین اور نصرتِ دین کا معاون ومددگار ہو وہ سب فی سبیل اللہ کے مد میں داخل مانا جائے گا اور مصارف زکوٰۃ سے اس مد میں خرچ کیا جائے گا۔

## (۸) آٹھواں مصرف: ابن سبیل

ابن سبیل سے مراد وہ مسافر ہے جو اجنبی ملک میں ہو اور اس کا مال واسباب لٹ گیا ہو، جس سے وہ اپنی ذات پر خرچ کرے یا اپنے وطن لوٹ سکے۔ چناں چہ ایسے مسافر کو مال زکوٰۃ میں سے اتنا لینا جس سے اس کی ہنگامی ضرورت پوری ہو سکے یا وہ اپنے وطن لوٹ سکے جائز ہے۔

اگر چہ وہ اپنے وطن میں مال دار ہی کیوں نہ ہو، تاہم اگر مسافر فقیر ہو تو وہ بسبب فقر مال زکوٰۃ کا بدرجۂ اولیٰ مستحق ہے۔

**تنبیہ**: بہتر یہ ہے کہ اپنے ہی شہر کے مستحقین کو دیا جائے، لیکن اگر دوسرے ملک کے مسلمان زیادہ ضرورت مند ہوں تو ان کو دینا بھی جائز ہے۔ اس لیے کہ تمام مسلمان جسم واحد کی طرح ہیں۔ ضرورتیں جب مساوی ہوں تو "الأقرب فالأقرب" کے اصول پر عمل کیا جائے گا، بصورتِ دیگر ابعد کو دینا بھی درست ہے۔ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جو اسلام اور مسلمانوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہوں انہیں دیا جائے۔ نیز جو اسلام کی خدمت کے لیے ہمہ تن وقف ہوں اور وہ مستحق بھی ہوں، انہیں مقدم رکھا جائے مثلاً: ایسا شخص جو فقیر ہونے کے ساتھ داعی اور مجاہد بھی ہو۔



# چوتھا باب

## سونے چاندی اور دیگر کرنسیوں کی زکوٰۃ

سونے چاندی اور تمام نقدی پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب ان پر حولانِ حول ہو جائے یعنی قمری حساب سے (۳۵۴) دن گزر جائیں۔ سال کی شروعات اس دن سے ہوگی جس دن سے صاحبِ مال مالک ہوا ہے۔ مالکِ نصاب ہر وہ شخص ہے جو ۹۰ء۶۰/گرام خالص سونے کا مالک ہو۔

سونے چاندی اور تمام کرنسیوں میں ڈھائی فی صد کے حساب سے زکوٰۃ لاگو ہوگی، یعنی سو روپے میں ڈھائی روپیہ، وہ اموال جو صاحب مال کو ہبہ، میراث، وصیت، تنخواہ، وقف یا کسی چیز کے فروخت کرنے سے حاصل ہوئے ہوں۔ اس ضمن میں فقہاء کے دو رائیں ہیں۔ (اول) جمہور کا خیال یہ ہے کہ مال کی ہر مقدار جدید پر سال گزرنا ضروری ہے۔ (ثانی) یہ ہے کہ درمیانِ سال حاصل ہونے والا نیا مال سابقہ مال میں شامل کیا جائے گا، اگر چہ نیا مال سال گزرنے سے کچھ ہی پہلے حاصل ہوا ہو۔ یہ فقہاء حنفیہ کا اجتہاد ہے میرے خیال سے بھی یہ رائے بہتر ہے۔ اس لیے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والا الگ الگ مال کے حساب و کتاب کی مشقت سے بچ جائے گا اور جو مال اس کا زیادہ خرچ ہوگا اس کے نتیجہ میں وہ عند اللہ ماٴجور ہوگا۔



# پانچواں باب

# اموال تجارت وصناعت کی زکوٰۃ

اموالِ تجارت وہ مال ہے جس کی خرید وفروخت شریعت نے جائز ٹھہرائی ہو۔ کھانے پینے اور پہننے کی تمام اشیاء اس میں شامل ہیں۔ چنانچہ زمین، تعمیرات، گاڑیاں، ہوائی جہاز، پانی جہاز اور ہر سفری گاڑیوں کی خرید وفروخت اس میں شامل ہیں، اسی طرح حیوانات یعنی اونٹ، گائے، بکریاں نیز مرغیوں وغیرہ کی خرید وفروخت بھی اس میں شامل ہے، خصوصاً وہ مرغیاں جو انڈے دینے اور بغرض تجارت پالی گئی ہوں۔ اسی طرح مختلف قسم کے جواہرات کی بھی خرید وفروخت اس میں شامل ہیں، نیز پٹرول، زمینی خزانے، کمپنیوں کے حصص اور قیمتی پتھروں کی خرید وفروخت اس میں شامل ہے۔ بہرحال اس میں وہ تمام اشیاء شامل ہیں جن کا مالک ہونا اور فائدہ اٹھانا جائز ہو، رہی وہ اشیاء جن کا مالک ہونا اور فائدہ اٹھانا جائز نہیں اس کی تجارت بھی حرام ہے۔ جیسے: نشہ آور چیزیں اور منشیات وغیرہ۔ وہ اموال جو حرام طریقے سے حاصل کیے جائیں وہ شرعاً ملک میں شامل نہیں ہوتے، ایسے شخص پر اس سے چھٹکارا حاصل کرنا، اللہ سے توبہ کرنا اور اپنے گناہ کی مغفرت چاہنا ضروری ہے۔

اموال صناعت، وہ اموال ہیں جو میٹریل یا موادِ خام کے طور پر حاصل کیا گیا ہو، نیز شریعت نے اس کے مالک ہونے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو جائز بھی رکھا ہو۔ چنانچہ شراب کی صناعت اور دیگر تمام ان اشیاء کی صناعت جو شرعاً حرام ہیں ان کی تجارت بھی جائز نہیں۔

اموال تجارت وصناعت کی زکوٰۃ کا حکم سونے چاندی اور دیگر کرنسیوں کی زکوٰۃ کے حکم جیسا ہے۔ چناں چہ اموال تجارت وصناعت کی زکوٰۃ ادا کرنے والا سونے چاندی اور نقدی اموال کے ساتھ داخل وشامل کرے اور ان اموال میں بھی اسی نصاب ومقدار سے زکوٰۃ نکالے جو سونے اور نقدی کا نصاب ہے۔ البتہ خیال رہے کہ نصاب میں حرفت وصنعت کی آمدنی محسوب ہوگی، لیکن خود آلۂ حرفت وصنعت اور اسباب تجارت کی قدر وقیمت نصاب وزکوٰۃ میں محسوب نہ ہوگی۔ مثلاً: آفس، گودام، اسٹورروم، شوروم، آفس کے ڈیکوریشن، آلۂ صنعت وحرفت، نقل وحرکت کی گاڑیاں، شخصی استعمال کی گاڑیاں نیز اہل وعیال اور مہمانوں کے استعمال کی گاڑیوں کی قیمت نصاب وزکوٰۃ میں نہ داخل ہے اور نہ محسوب ہے، چاہے یہ اشیاء جتنی بھی قیمتی ہوں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

اسی طرح وہ تمام اخراجات جن کو مالک نصاب اپنی ذات پر یا دوسروں پر یا حکومت پر یا تجارت وصنعت کے فروغ دینے پر خرچ کردے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ نیز شوروم، آفس وغیرہ کا کرایہ مزدوروں اور کارکنوں کی تنخواہ یا حکومتی ٹیکس میں ادا کردہ رقوم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ البتہ درمیانِ سال حاصل ہونے والا فائدہ الگ محسوب نہ ہوگا، بلکہ سابقہ نصاب میں داخل وشامل ہوتا جائے گا۔



# چھٹا باب

# سونے چاندی کی بنی ہوئی مصنوعات اور خواتین کے زیورات کی زکوٰۃ

سونے چاندی کی بنی ہوئی مصنوعات جیسے: برتن، آلات، سونے کے تحفے، اسی طرح ہر وہ چیز جس میں سونے چاندی کی اتنی مقدار شامل ہو جو نصاب کو پہنچ جائے تو سال گزرنے پر ان پر زکوٰۃ واجب ہے، البتہ قیمتی جواہر کی وہ مصنوعات جس پر سونے چاندی کا صرف پانی چڑھایا گیا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

سونے چاندی کے وہ زیورات جو خواتین کی ذاتی استعمال میں ہوں تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اس لیے کہ شریعت نے خواتین کو سونے چاندی کے زیوارت سے زینت اختیار کرنے کا اختیار دیا ہے، البتہ زکوٰۃ سے بچنے کے لیے دو شرطیں لگائی ہیں: شرط اول، زیورات مقدار متعین سے زیادہ نہ ہوں، یعنی عرفِ عام کے مطابق ایک خاتون جتنے زیورات استعمال کرسکتی ہے وہ حکمِ زکوٰۃ سے خارج ہے، البتہ اس سے زائد مقدار پر زکوٰۃ واجب ہے جو سال گزرنے پر واجب الادا ہوگی، دوسری شرط یہ ہے کہ خواتین ان زیوزات کے استعمال میں معصیت کا ارتکاب نہ کریں، یعنی ان زیورات کو پہن کر غیر محرم لوگوں کے سامنے نمائش نہ کریں، بصورتِ دیگر ان زیورات پر بھی دیگر سونے چاندی کی اشیاء کی طرح زکوٰۃ واجب ہوگی۔ بعض فقہاء سونے چاندی کے مطلق زیورات پر زکوٰۃ کے وجوب کے قائل ہیں، خواہ وہ

زیورات استعمال میں ہوں یا نہ ہوں۔

یاقوت، موتی، ہیرا، زمرد، الماس وغیرہ نفیس اور قیمتی جواہرات کے زیورات پر مطلق زکوۃ نہیں ہے، البتہ ان قیمتی جواہرات کے تاجروں پر بقیہ سامان تجارت کی طرح زکوۃ واجب ہے۔



# ساتواں باب

# قرضوں کی زکوٰۃ

قرضوں کی زکوٰۃ کے ضمن میں ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے۔ میں نے قرآن وسنت میں کوئی ایسی دلیل نہیں پائی جو مذاہبِ اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کو راجح قرار دے سکے۔ البتہ میرے نزدیک چند باتیں راجح ہیں جو ذیل میں پیش کی جارہی ہیں، واضح رہے کہ یہ میرا ذاتی خیال واجتہاد ہے۔

اسلام نے قرض حسن دینے کی ترغیب کی ہے، حدیث نبویؐ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرضِ حسن دینا صدقہ سے افضل ہے۔ چناں چہ جو شخص کسی حاجت مند کو قرضِ حسن دیتا ہے تو گویا وہ مال کو خوشنودیٔ رب کی خاطر نمو وافزائش سے روک دیتا ہے، چناں چہ مقاصدِ شریعت ''یعنی حاجت مندوں کی حاجت برآری کی جائے اور تکلیف مالا یطاق بھی نہ ہو'' پر نظر کرتے ہوئے مال جب تک قرض لینے والے کے پاس ہے قرضِ حسن دینے والے کے ذمہ زکوٰۃ نہ ہونی چاہیے، اس لیے کہ قرضِ حسن دینے والے پر دیئے ہوئے قرض کی زکوٰۃ نافذ کرنے سے لوگ قرضِ حسن دینے سے متنفر ہوئے جائیں گے اور ضرورت سے زیادہ بوجھ بھی اٹھانا پڑے گا کہ مال سے استفادہ بھی ممکن نہیں رہا اور اس کی زکوٰۃ بھی دی جائے، یہ بات مقاصد شریعت کے سراسر خلاف ہے، چناں چہ قرضِ حسن لینے والا اموالِ مقروضہ کو تجارت وصنعت میں لگا کر منافع کماتا ہے تو اس مالِ قرض کی زکوٰۃ کی ادائیگی بھی اسی کے ذمہ ہوگی، نہ کہ قرض دینے والے کے ذمہ۔

البتہ تجارتی قرض جس کی ادائیگی کے لیے تاریخ اور وقت متعین ہو اور اس کا ادا

کرنا بھی ممکن ہو تو اس صورت میں قرض کی زکوٰۃ قرض دینے والے کے ذمہ ہے، اور جب قرض لینے والا قرض کی ادائیگی سے عاجز ہو جائے اور قرض دینے والے نے قرض خواہ کو مہلت اور ڈھیل بھی دی ہو اور اس مہلت میں بھی قرض خواہ قرض کی ادائیگی پر قادر نہ ہو سکے تو اب یہ قرضِ تجارت، قرضِ حسنہ میں تبدیل ہو جائے گا اور اس قرض کے زکوٰۃ کی ادائیگی قرض دینے والے کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔

ہر وہ قرض جس کی ادائیگی سے قرض لینے والا عاجز ہو جائے اس پر حق زکوٰۃ ساقط ہو جائے گا، اس لیے کہ مال غیر موجود ہے، نہ قرض لینے والے کے پاس ہے نہ قرض دینے والے کے پاس ہے، اس مال کی حیثیت نہ کنز کی ہے نہ مال تجارت کی، چناں چہ اس پر زکوٰۃ بھی نہیں ہے۔

قرض لینے والا بغیر کسی عذر کے اپنے عائد حقوق الناس یا حقوق اللہ یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہوگا، سابقہ سالوں کی زکوٰۃ بھی اس کے ذمہ واجب الادا ہوگی اور بلا وجہ تاخیر کرنے پر گناہ گار بھی ہوگا۔

ایسا شخص جس کے پاس سونا چاندی یا دیگر نقدی مال ہو جو بغرضِ تجارت نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ ہے، اگر ان کی زکوٰۃ نہ نکالے تو گناہ گار ہوگا، البتہ درج بالا مال نصاب سے کم ہو تو ان کی زکوٰۃ نہیں ہے، اگر کوئی شخص بقدر نصاب سونا چاندی یا نقدی کے باوجود زکوٰۃ نہ نکالتا رہا ہو تو اس کے ذمہ سابقہ سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ضروری ہے، اگر چہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں اس کا سارا مال خرچ ہو جائے۔



# آٹھواں باب

# پھل اور کھیتی کی زکوٰۃ

سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۶۷ میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ".

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی ہر پیداوار پر انفاق واجب ہے۔

سورۂ انعام آیت نمبر ۱۴۱ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُکُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ط کُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا ط اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ."

"وَاٰتُوْ حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ" یعنی کھیتی کٹتے اور پھل توڑتے وقت شریعت کے عائد کردہ اصول کے مطابق پیداوار اور پھلوں کی زکوٰۃ ادا کرو، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ نے حضرت جابرؓ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو کھیتی بارش، نہر اور چشموں کے پانی سے سیراب کی گئی ہو اس پر عشر ہے یعنی دسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے اور جو کھیتی ٹیوب ویل، یا پن چکی، یا رھٹ وغیرہ سے سیراب کی گئی ہو اس میں نصف عشر، یعنی بیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے۔ امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: "لیس فیما دون خمسة أو ساق من تمر ولا حب صدقة" یعنی پانچ وسق سے کم کھجور اور گیہوں میں صدقہ یعنی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اوساق وسق کی جمع ہے، وسق

ایک پیمانہ ہے، جس سے عہدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ناپ تول کیا جاتا تھا، اور ایک وسق ساٹھ صاع کے برابر ہوتا تھا اور ایک صاع گیہوں کا وزن موجودہ وزن کے اعتبار سے ۲۱۷۵ گرام ہوتا ہے، یہ تحقیق فقہاءِ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کی ہے، چناں چہ پانچ وسق ۶۵۸......۵ کیلوگرام کے برابر ہوا۔

دار قطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے اور ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ: "لیس في الخضراوات زكاة" یعنی سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے، سبزیوں سے مراد ہری سبزیاں ہیں جو عموماً ذاتی استعمال کے لیے لگائی جاتی تھیں، تجارت مقصود نہیں ہوتی تھی۔ البتہ کھیرا، ککڑی، تربوز، خربوزہ وغیرہ پھلوں پر سورۂ انعام کی آیت کے مطابق کھیتی کٹتے وقت مقدارِ شرعی کے مطابق زکوٰۃ نکالنا چاہیے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ سبزیوں میں بھی جب کہ وہ بغرض تجارت لگائی گئی ہوں زکوٰۃ نکالی جائے۔

کسی شخص کے پاس متعدد کھیتیاں ہوں اور ان میں ایک ہی جنس کے مختلف اصناف وصفات والی اشیاء لگی ہوں تو سب کو ایک ہی جنس اور ایک ہی پیداوار جان کر ایک ساتھ ہی زکوٰۃ نکالی جائے گی، چناں چہ گیہوں کو گیہوں کے ساتھ اور کھجور کو کھجور کے ساتھ ملاکر زکوٰۃ نکالی جائے۔ البتہ ایک جنس کو دوسرے کے ساتھ ملانا درست نہیں ہے، چناں چہ گیہوں کو جو کے ساتھ، کھجور کو انگور کے ساتھ نہیں ملایا جائے گا۔ تاہم بعض فقہاء نے مختلف اجناس کو باہم ضم کرنے کی اجازت دی ہے، تاکہ نصاب پورا ہو سکے۔ میرے نزدیک یہی رائے زیادہ قرین قیاس ہے۔

زکوٰۃ ہمیشہ اوسط سے لی جائے اور دی جائے، بالکل ردی اور بالکل ممتاز کا انتخاب نہ کیا جائے، البتہ اگر کوئی شخص خوش دلی سے ممتاز مال دے تو یہ افضل واحسن ہے۔ چناں چہ ارشاد باری ہے: "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ، وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ".

●●●

# نواں باب

# حیوانات کی زکوٰۃ

حیوانات کی زکوٰۃ سال گزرنے پر واجب ہے، درج ذیل نقشے میں بکری، گائے، اور اونٹ کا نصاب اور واجب مقدار کو مفصل درج کیا جارہا ہے، جس سے سمجھنے میں آسانی ہوگی:

## بکری کا نصاب

خیال رہے کہ بکری، بھیڑ اور دنبہ وغیرہ میں ایک سے ۳۹ رتک کوئی زکوٰۃ نہیں ہے، اس سے زائد مقدار پر زکوٰۃ ہے، جو ذیل کے نقشے میں درج ہے، اسی طرح چھوٹی اور بڑی بکریوں میں کوئی فرق نہیں ہے:

| عدد | مقدار واجب | وہ مقدار جس پر زکوٰۃ نہیں ہے |
|---|---|---|
| ۴۰ | متوسط ایک بکری جو سال بھر کی ہو | ۴۱ رسے ۱۲۰ رتک |
| ۱۲۱ | متوسط دو بکریاں جو سال بھر کی ہوں | ۱۲۱ رسے ۲۰۰ رتک |
| ۲۰۱ | متوسط تین بکریاں جو سال بھر کی ہوں | ۲۰۲ رسے ۲۹۹ رتک |
| ۴۰۰ | متوسط چار بکریاں جو سال بھر کی ہوں | ۴۰۱ رسے ۴۹۹ رتک |
| ۵۰۰ | متوسط پانچ بکریاں جو سال بھر کی ہوں | ۵۰۱ رسے ۵۹۹ رتک |

**نوٹ**: درج بالا نقشے کے مطابق پھر ہر سو پر ایک ایک بکری بڑھتی جائے گی، یعنی چھ سو پر چھ اور سات سو پر سات۔

## گائے کا نصاب

واضح رہے کہ گائے، بھینس میں ایک سے لے کر ۲۹/تک کوئی زکوٰۃ نہیں، ۲۹/سے زائد پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، جو ذیل کے نقشے میں درج ہے:

| عدد | مقدار واجب | وہ مقدار جس پر زکوٰۃ نہیں ہے |
|---|---|---|
| ۳۰ | متوسط ایک گائے جو ایک سال مکمل کر چکی ہو | ۳۱/سے ۳۹/تک |
| ۴۰ | متوسط ایک گائے جو دو سال مکمل کر چکی ہو | ۴۱/سے ۵۹/تک |
| ۶۰ | متوسط دو گائے جو ایک سال مکمل کر چکی ہوں | ۶۱/سے ۶۹/تک |
| ۷۰ | دو گائے: ایک گائے ایک سال مکمل کر چکی ہو اور دوسری گائے دو سال مکمل کر چکی ہو | ۷۱/سے ۷۹/تک |
| ۸۰ | دو گائیں جو دو سال مکمل کر چکی ہوں | ۸۱/سے ۸۹/تک |
| ۹۰ | تین گائیں جو ایک سال مکمل کر چکی ہوں | ۹۱/سے ۹۹/تک |
| ۱۰۰ | تین گائیں: جن میں سے ایک دو سال مکمل کر چکی ہو، باقی دو ایک ایک سال مکمل کر چکی ہوں | ۱۰۱/سے ۱۰۹/تک |
| ۱۱۰ | تین گائیں: جن میں سے ایک ایک سال مکمل کر چکی ہو، باقی دو سال مکمل کر چکی ہوں | ۱۱۱/سے ۱۱۹/تک |

| ۱۲۰ | تین گائیں: جو دو سال مکمل کر چکی ہو، یا چار گائیں: جو ایک سال مکمل کر چکی ہوں | ۱۲۱/ سے ۱۲۹/ تک |
|---|---|---|

**نوٹ** :واضح ہو کہ ایک سو تیس کے بعد ہر تیس پر ایک گائے واجب ہے جو ایک سال مکمل کر کے دوسرے سال میں ہو، اسی طرح ہر چالیس پر ایک ایسی گائے جو دو سال مکمل کر چکی ہو۔

خیال رہے کہ زکوۃ میں نکالی جانے والی گائے مناسب اور متوسط ہو، عیب دار نہ ہو۔

## اونٹ کا نصاب

ایک اونٹ سے چار اونٹ تک کوئی زکوۃ نہیں ہے، چار سے زائد مقدار پر درجِ ذیل نقشے کے مطابق زکوۃ واجب ہے:

| عدد | مقدارِ واجب | وہ مقدار جس پر زکوۃ نہیں ہے |
|---|---|---|
| ۵ | ایک بکری جو سال بھر کی ہو | ۶/ سے ۹/ تک |
| ۱۰ | دو بکریاں جو سال بھر کی ہوں | ۱۱/ سے ۱۴/ تک |
| ۱۵ | تین بکریاں جو سال بھر کی ہوں | ۱۶/ سے ۱۹/ تک |
| ۲۰ | چار بکریاں جو سال بھر کی ہوں | ۲۱/ سے ۲۴/ تک |
| ۲۵ | ایک اونٹنی جو ایک سال مکمل کر چکی ہو | ۲۶/ سے ۳۶/ تک |
| ۳۶ | ایک اونٹنی جو دو سال مکمل کر چکی ہو | ۳۷/ سے ۴۵/ تک |
| ۴۶ | ایک اونٹنی جو تین سال مکمل کر چکی ہو | ۴۷/ سے ۶۰/ تک |
| ۶۱ | ایک اونٹنی جو چار سال مکمل کر چکی ہو | ۶۲/ سے ۷۵/ تک |
| ۷۶ | دو اونٹنیاں جو دو سال مکمل کر چکی ہوں | ۷۷/ سے ۹۰/ تک |
| ۹۱ | دو اونٹنیاں جو تین سال مکمل کر چکی ہوں | ۹۲/ سے ۱۲۰/ تک |
| ۱۲۱ | تین اونٹنیاں جو دو سال مکمل کر چکی ہوں | ۱۲۲/ سے ۱۳۹/ تک |

**نوٹ**: اس سے زائد اونٹنیاں ہوں تو ہر چالیس پر ایک دو سالہ اونٹنی اور ہر پچاس پر ایک تین سالہ اونٹنی زکوٰۃ میں دی جائے گی۔

زکوٰۃ ادا کرنے والے کو چاہیے کہ وہ زکوٰۃ میں مقدارِ واجب سے زیادہ اور بہتر ادا کرے، ایسا کر کے وہ عنداللہ ماجور ہوگا، تاہم واضح ہو کہ مقدارِ واجب سے زیادہ ادا کرنے پر جبر نہیں کیا جائے گا۔

زکوٰۃ میں مریل، بوڑھا اور نہایت ہی کمزور جانور دینا جائز نہیں، بلکہ ہمیشہ متوسط دینا چاہیے۔

وہ ادارے اور کارخانے جو دودھ کے لیے مویشی پالا کرتے ہیں اور دودھ سے گھی، مکھن، دہی، بٹر، پنیر وغیرہ بنا کر اس کی تجارت بھی کرتے ہیں تو ایسی صورت میں ان اداروں پر مالِ تجارت کا حکم لاگو ہوگا۔

واضح ہو کہ مویشی پالن مقصود نہ ہو، بلکہ مقصد جانور کے دودھ اور دہی وغیرہ کی تجارت ہو تو اس صورت میں جانور کی حیثیت آلۂ صنعت وحرفت کی ہوگی، چناں چہ مویشی کی ذات پر زکوٰۃ کا وجوب نہیں ہوگا، چاہے ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو، زکوٰۃ کا وجوب ان سے حاصل شدہ منافع پر ہوگا، جس کی ادائیگی سال گزرنے پر سال بسال نقد مال کی طرح ادا کی جائے گی۔



## دسواں باب

# کمپنیوں کے حصص یعنی شیئرز کی زکوٰۃ

ہر کمپنی جو حصص بیچتی ہے وہ مثل مالک معین کے ہے، شرعاً مکلّف ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ نکالے اور مقدارِ زکوٰۃ کا تعین کرے اور حصص خریدنے والوں کو باخبر کرے۔ حصص خریدنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ کمپنی کے انتظامیہ کو اپنے حصے کے بقدر زکوٰۃ نکالنے اور مصارفِ زکوٰۃ میں صرف کرنے کا وکیل بنائیں یا اپنے حصے کی زکوٰۃ کمپنی سے وصول کرکے مصارف زکوٰۃ میں صرف کرنے کا وکیل بنائیں یا اپنے حصے کی زکوٰۃ کمپنی سے وصول کرکے مصارف میں خود صرف کریں، البتہ جن حصص خریدنے والوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، شرعی نصاب پورا نہ ہونے کی وجہ سے یا سال نہ گزرنے کی وجہ سے تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔

ہر کمپنی جو شیئرز بیچتی ہے اس کی تجارت کے اعتبار سے زکوٰۃ کا وجوب ہوگا۔

۱۔ اگر زراعتی کمپنی ہے تو اس پر زراعت کی زکوٰۃ کے احکام لاگو ہوں گے۔

۲۔ اگر تجارتی کمپنی ہے تو اس پر مالِ تجارت کی زکوٰۃ کے احکام لاگو ہوں گے۔

۳۔ اگر کمپنی گائے، بیل، بھینس کے چمڑے اون وغیرہ کا کاروبار کرتی ہے تو اس پر مالِ تجارت کی زکوٰۃ کے احکام لاگو ہوں گے۔

حصص بیچنے والی کمپنی اگر نہ مقدارِ زکوٰۃ طے کرتی ہے، اور نہ ہی اس کا اعلان کرتی ہے تو حصص خریدنے والے کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ کمپنی کے انتظامیہ سے معلومات کرے

اور تجربہ کار لوگوں سے دریافت کرے کہ اس کے حصے پر کتنی زکوۃ ہے اور کتنے پر نہیں ہے اور ایک اندازہ مقرر کر کے اپنے حصے کی زکوۃ خود ادا کرے۔

اگر حصص خریدنے والا خود بھی حصص کی تجارت کرتا ہے یعنی کمپنی سے خرید کر دوسروں کو بیچتا ہے تو اس پر اموالِ تجارت کی زکوۃ کے احکام لاگو ہوں گے اور سال گزرنے پر اسے زکوۃ کی ادائیگی مروجہ حالیہ قیمت کے مطابق ادا کرنی ہوگی۔

اگر حکومت کا نظام شرعِ اسلامی کے مطابق ہو اور وہ کمپنیوں کا محاسبہ کر کے کمپنیوں سے زکوۃ وصول کر کے مصارف زکوۃ میں صرف کرنے کا نظم کرتی ہے تو حصص خریدنے والوں پر زکوۃ نہیں ہے۔



# گیارہواں باب

## آلاتِ حرفت، سامانِ صنعت کی زکوٰۃ

وہ مملوکہ اشیاء جو بذاتِ خود نفع بخش نہیں البتہ نفع اندوزی کا ذریعہ ہیں جیسے کرایہ پر اٹھائی گئی عمارتیں، تعمیراتی سامان، صنعتی آلات، کرایہ پر دی جانے والی گاڑیاں اور میکینکل سامان وغیرہ، ان اشیاء سے حاصل ہونے والے نفع اور کمائی پر بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچیں زکوٰۃ ہے۔ تاہم خیال رہے کہ زکوٰۃ اس مال پر ہے جو ان اشیاء پر خرچ کرنے کے بعد بچے، اس طرح ان اشیاء کی ذات اور ان کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے، اس سے حاصل ہونے والے نفع پر ہے۔



# بارہواں باب

## رکاز یعنی زمین سے ملے ہوئے خزانے کی زکوٰۃ

وہ اموال اور خزانے جو زمین میں مدفون ہوں اور اس کا کوئی مالک اور وارث نہ ہو اور وہ کسی کو مل جائے تو شرعاً وہی اس کا مالک ہوگا، مال مدفون اگر بقدر نصاب ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ ہے اور پانے والا شخص خمس یعنی پانچواں حصے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے گا۔ بخاریؒ، مسلمؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ نے حضرت ابوہریرۃؓ سے اور طبرانیؒ سے عمرو بن عوفؓ سے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کیا ہے: ''مالِ مدفون میں خمس ہے۔''



# تیرھواں باب

# معدن یعنی زمین سے نکالے جانے والے ثروات اوراموال کی زکوٰۃ

زمین سے نکالے جانے والے اموال کی زکوٰۃ کے ضمن میں فقہاء مذاہب کا اختلاف ہے، جب کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "والمعدن جبار."

چناں چہ زمین سے نکالے گئے اموال وثروات پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

میرا مشاہدہ کہ معادن سے نکالے جانے والے ثروات، کھدائی کر کے بڑی مشقت سے نکالے جاتے ہیں، چناں چہ بذاتِ خود ان اشیاء پر زکوٰۃ نہیں ہے، البتہ ان سے حاصل ہونے والے منافع اور فائدہ پر ڈھائی فی صد کے حساب سے بقیہ اموال تجارت کی طرح زکوٰۃ نکالی جائے گی۔



# چودہواں باب

## زکوۃ الفطر

زکوۃ فطر (صدقہ فطر) ہر مسلمان شخص پر رمضان کے اخیر میں اور شوال کے شروع یعنی عید کے دن واجب ہے اس حکم میں مرد، عورت، بچے، بوڑھے، خادم وغیرہ سب شامل ہیں، بچوں اور ماتحتوں کی طرف سے سرپرست اور نگراں حضرات ادا کریں گے، زکوۃ فطر کی مقدار ایک صاع اناج ہے، ایک صاع گیہوں جمہور فقہاء کے نزدیک ۲۱۷۵ رگرام کے برابر ہے، بعض فقہاء قیمت یعنی اناج کے بجائے روپیہ دینے کو فقراء ومساکین کے حق میں افضل سمجھتے ہیں۔

زکوۃ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا واجب ہے، تاہم فقراء ومساکین کی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے رمضان کے اخیر دنوں میں بھی دینے میں کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم عید کے ایک یا دو دن پہلے بھی ادا کرتے تھے۔



# فریضۂ زکوٰۃ کی ادائیگی

ارکان اسلام میں نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ اور عشر کی ادائیگی ہے۔ قرآن پاک میں بھی صلوٰۃ وزکوٰۃ کا ذکر اکثر ساتھ ساتھ ملتا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے مالی نظام کی بنیاد اور معاشی مسائل کا حل ہے، نیز انفرادی تزکیہ کا بھی ذریعہ ہے۔ اسلامی حکومت قائم ہو اور وہ سب سے زکوٰۃ اور عشر مکمل وصول کرے (جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا) تو معاشرہ کے بہت سے مسائل جو آج عذاب جاں اور سوہان روح بنے ہوئے ہیں حل ہو جائیں۔

زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو بہت احتیاط سے زکوٰۃ کا حساب لگا کر ادا کرنا چاہیے۔ کسی رقم پر زکوٰۃ فرض ہو اور نہ دی جائے تو وبال ہوگا۔ خود ضروری علم نہ رکھتے ہوں تو جاننے والوں سے پوچھ کر ادا کرنا چاہیے۔

## مقدار نصاب

- وہ مال جو ایک سال گزرنے کے بعد اخراجات سے بچا ہوا ہو اور ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا ان کی مالیت کے برابر ہو۔
- ساڑھے سات تولے سونا ۸۷ء۴۸ گرام اور ساڑھے باون تولے چاندی ۳۶ء۶۱۲ گرام کے برابر ہے۔
- اگر صرف سونا ہو تو ساڑھے سات تولے نصاب ہوگا۔ اگر سونے کے برابر چاندی ہو یا کسی دوسری قسم کا مال بھی ہو، تو نصاب ساڑھے باون تولے چاندی یا مارکیٹ ریٹ کے مطابق اس کی قیمت کے برابر ہوگا۔

## آداب زکوٰۃ

● سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ زکوٰۃ خلوص نیت سے ادا کیجیے، محض خدا کی رضا اور آخرت کے اجر و ثواب کو پیش نظر رکھیے، اس کے سوا کوئی دوسرا مقصود آپ کے سامنے نہ رہے۔ خدا ایسے ہی لوگوں کے مال و دولت میں خیر و برکت فرماتا ہے، جو محض خدا کو خوش کرنے کے لیے پوری رغبت اور فراخ دلی سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

● زکوٰۃ میں وہ مال دیجیے جو آپ کی نظر میں بہتر ہو، غور کیجیے جب دوسروں سے کچھ لیتے ہیں تو کبھی خراب اور گھٹیا چیز نہیں لیتے، پوری احتیاط اور باریک بینی سے اچھے سے اچھا لینے کی کوشش کرتے ہیں، اگر آپ واقعی زکوٰۃ کی اہمیت کو محسوس کر کے زکوٰۃ دیتے ہیں اور دین و دنیا میں خدا کی رحمتوں کے طالب ہیں تو خدا کی راہ میں ایسا مال دیجیے جو آپ کی نظر میں سب سے بہتر ہو، اور جو خدا کے غریب بندوں کے لیے زیادہ سے زیادہ فائدہ بخش ہو۔

● آپ جس کو زکوٰۃ دیں اس میں احساس کمتری نہ پیدا ہونے دیں، اسے نیچا نہ رکھیں، اس کی دل آزاری نہ کریں، اور کوئی ایسا سلوک نہ کریں جس سے اس کی خودداری کو ٹھیس لگے۔

● زکوٰۃ دے کر اترائیں نہیں، اپنی بڑائی نہ جتائیں، بلکہ خدا کا تہِ دل سے شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق دی اور آپ کو یہ موقع بخشا کہ آپ کے ہاتھوں سے خدا کی راہ میں کچھ خرچ ہو، اور آپ کو اپنا فریضہ ادا کرنے کا موقع ملا۔

● جس کو زکوٰۃ دیئے ہوں اس پر کوئی احسان نہ جتائیں۔ آپ کے پاس اپنا ہے کیا، جو جتائیں! آپ تو خود خدا کے محتاج ہیں، آپ کیا، سارے ہی انسان اس کے محتاج ہیں۔ غنی اور بے نیاز تو صرف خدا ہے "وَ اللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ" آپ کو خدا نے جو کچھ دیا تھا اسی لیے تو، کہ آپ اپنے کام میں لائیں اور خدا کے دوسرے بندوں

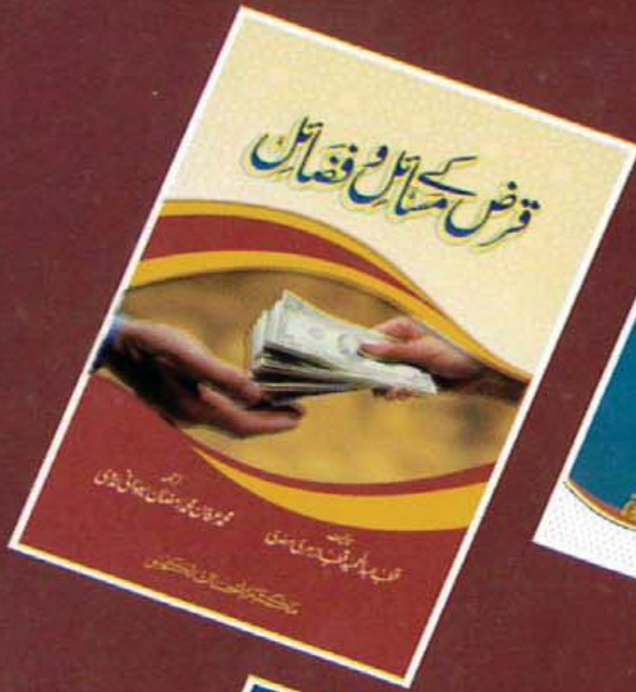
کا حق ادا کریں۔ کیا حق دار کا حق دے کر کوئی احسان جتا تا ہے؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا اس شخص کو ہم کلامی کے شرف اور نظر عنایت سے محروم رکھے گا جو کسی کو عطیہ دے کر احسان جتلاتا ہو۔

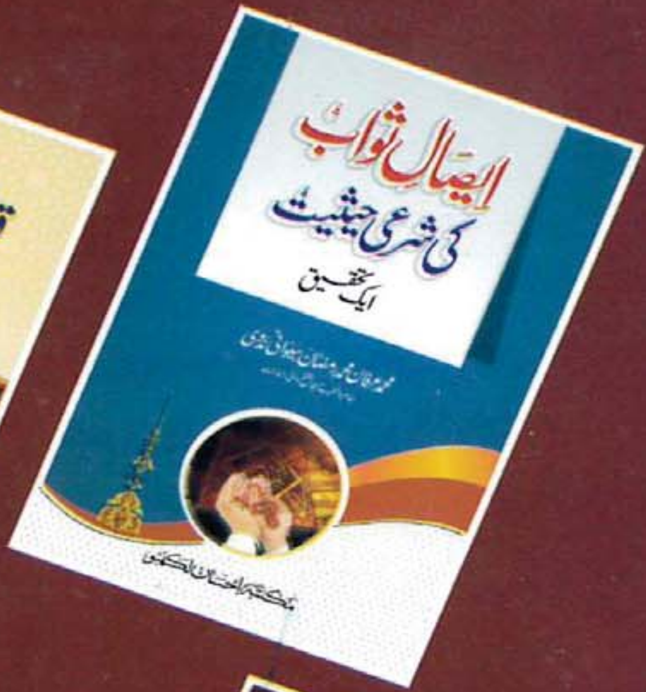
زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے آسمانی کتاب کی اس آیت پر غور کیجیے:

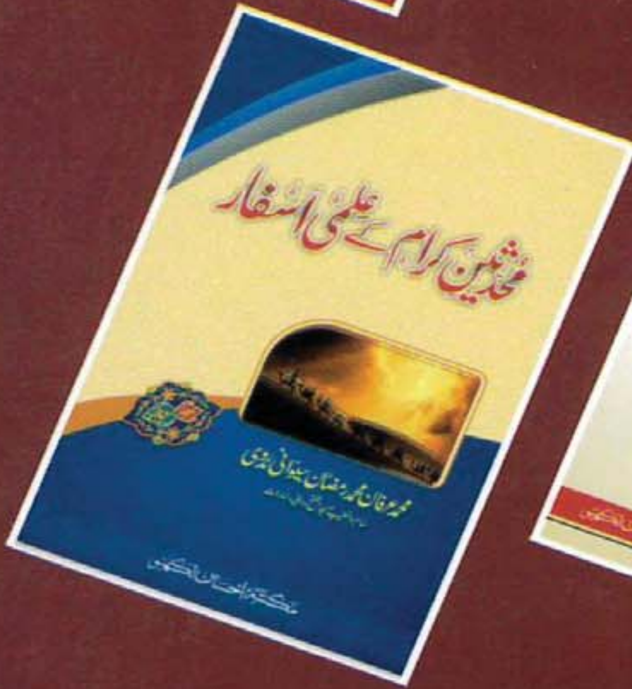
"اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُ فِیْهَا مِنْ کُلِّ الثَّمَرَاتِ وَاَصَابَهُ الْکِبَرُ وَلَهُ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَاءُ فَاَصَابَهَا اِعْصَارٌ فِیْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ کَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیَاتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ." [البقرة]

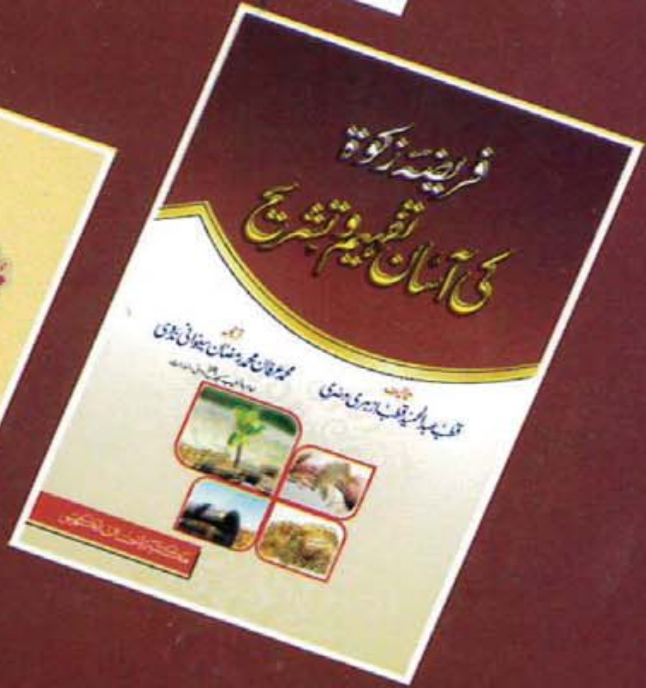
"کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس ایک ہرا بھرا باغ ہو، نہروں سے سیراب، کھجوروں، انگوروں اور ہر قسم کے پھلوں سے لدا ہوا، اور وہ عین اسی وقت تیز گرم بگولے کی زد میں آ کر جھلس جائے جب کہ وہ خود بوڑھا ہو اور اس کے کمسن بچے ابھی کسی لائق نہ ہوں، اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں تمہارے سامنے بیان کرتا ہے، شاید کہ تم غور کرو۔"







بیت نور، رمضان

**Bait-e-Noor Ramzan**

Siswan East, Siwan, Bihar

+97-1505 359 002 +91-896 971 7070

E-mai : irfan.nadvi@yahoo.com


₹ 60/-

*Printed by :* **MAKTABA AHSAN** Ph. : 0522-2742842